قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 26/ ستمبر 2020ء | 09صفر 1442ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:228

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّۃً ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ

(سورۃ الحج:64)

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو زمین اس سے سرسبز ہو جاتی ہے۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین (اور) ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان میرے آڑے آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے پاس ہی تھے۔آپؐ نے جب مجھے اس سخت چٹان کو مشکل سے توڑتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے کدال لے لی اور اس چٹان پر ماری تو اس سے ایک چنگاری نکلی۔آپ نے دوبارہ کدال ماری تو پھر چنگاری نکلی۔تیسری بار بھی ایسے ہی ہوا۔ اس پر مَیں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کے کدال مارنے سے یہ کیسی چنگاریاں نکلی تھیں ؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے بھی یہ چنگاریاں دیکھی ہیں۔ مَیں نے عرض کی جی ہاں۔فرمایا پہلی مرتبہ نکلنے والی چنگاری پر اللہ تعالیٰ نے مجھے یمن کی فتح کی خبر دی ہے۔دوسری بار شام اورمغرب اور تیسری بار نکلنے والی چنگاری سے مشرق کی فتح کی خبر دی ہے۔

(سیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکر غزوۃ خندق)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

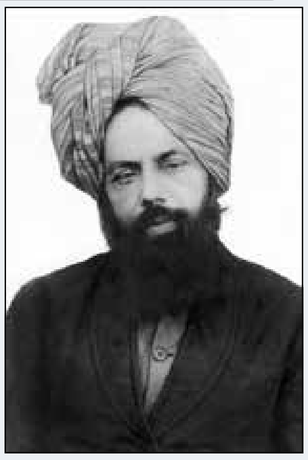

زور آور حملوں سے خدائی تصدیق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا،اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس پیشگوئی پر پچیس برس گزر گئے۔ یہ اُس زمانہ کی ہے جب کہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ بباعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری امید نہیں ہوگی کہ یہ سلسلہ قائم ہو سکے۔ لیکن خدا اپنے چمکدار نشانوں سے دنیا کو اس طرف کھینچ لے گا اور میری تصدیق کے لئے زور آور حملے دکھائے گا۔ چنانچہ انہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور انہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دنیا میں آرہے ہیں اور نہ معلوم اور کیا کیا حملے ہوں گے اور اس میں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے۔ ورنہ باوجود اس قدر قوی مخالفت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اس قدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں۔ اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کی مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی‘‘ (حقیقۃ الوحی،روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۸۔ نشان ۱۱۱)

۱۹۰۸ ء میں الہام ہوا یہ پیغام صلح میں درج ہے کہ جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔اور بہتیرے مصیبتوں کے بیچ میں آ کر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ (پیغام صلح صفحہ ۹)

ایک روایت ہے کہ حضرت شیخ فضل الٰہی صاحب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مَیں ڈاک لے کر حضور کی خدمت میں جا رہا تھا جب ڈپٹی شنکر داس کے مکان کے پاس سے گزرا تو مکان کے آگے چبوترہ پر ڈپٹی مذکور چارپائی پر بیٹھا تھا۔ مجھے ’او شیخ‘ پکار کر کہا کہ غلام احمد کو کہہ دو کہ لڑکے جب مسجد میں آتے ہیں تو شور ڈالتے ہیں اور باتوں سے بھی کھڑاک کرتے ہیں (یعنی شور مچاتے ہیں، تنگ کرتے ہیں) ہم کو تکلیف ہوتی ہے، ان کو منع کر دے کہ وہ آرام سے گزرا کریں۔ مَیں نے حضرت صاحب سے ایسا ہی جا کر عرض کر دیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ یہ مکان تو ہمارے قبضہ میں آنے والا ہے، خدا نے ہم کو اس مکان کا وعدہ فرمایا ہے۔

(الحکم جلد ۳۸ نمبر ۹۔ بتاریخ ۱۴/مارچ ۱۹۳۵ء صفحہ ۴)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

الحمدللہ کہ اس کے نظارے بھی جماعت احمدیہ نے بہت دیکھے۔ اب یہ صرف قرآن کریم کا بیان مومنین کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمارے ایمانوں کو تقویت دینے کے لئے ایسی پیشگوئیاں بھی قرآن شریف میں موجود ہیں جو غیروں کا منہ بند کرنے کے لئے بھی کافی ہیں۔اور ہر پاک دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ کتاب علیم وخبیر خدا کی طرف سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔بعض ایسی خبریں ہیں مستقبل کے متعلق اور حالات کے متعلق کہ صحابہ شاید اس وقت اس کا اندازہ بھی نہ کر سکتے ہوں۔مثلاً جیسے فرمایا کہ {وَاِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتۡ}(التکویر:۱۲)اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی۔ اب آسمان کے رازوں کی جستجو کرنے والے گویا آسمان کی کھال ادھیڑنے کے برابر ہی کام ہے۔ زمانہ قدیم میں اجرام فلکی کو انسان ظاہری آنکھ سے ہی دیکھ سکتا تھا۔ابھی تک دوربین وغیرہ کی ایجاد نہ ہوئی تھی۔ پھر ۱۶۰۹ء میں اٹلی کے سائنسدان گلیلیو (Galileo Galilei) نے دوربین ایجاد کی۔اس کے ساتھ ہی اس نے اجرام فلکی کے بارہ میں کئی دریافتیں کرنی شروع کیں جس میں Sun Spots، چاند پر پہاڑ اور مشتری (Jupiter) کے چار چاندوں کا انکشاف تھا۔ اسی طرح گلیلیو اور دوسرے ماہرین نے آسمان میں موجود اجرام کے بارہ میں بڑی تفاصیل بیان کیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ Astronomy)

آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والی خبریں جو اس زمانہ میں ظاہر ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہوتی چلی جائیں گی جن کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے اس میں جو ہم آج کل دیکھتے ہیں اس میں Radiation کا عذاب ہے اور Atomic Warfare ہے۔ فرمایا {یَوۡمَ تَکُوۡنُ السَّمَآءُ کَالۡمُہۡلِ۔وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ۔وَ لَا یَسۡـَٔلُ حَمِیۡمٌ حَمِیۡمًا۔یُّبَصَّرُوۡنَہُمۡ ؕ یَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ یَفۡتَدِیۡ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِئِذٍۭ بِبَنِیۡہِ}(سورۃ المعارج:۹تا۱۲)۔جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ اور پہاڑ دُھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ اور کوئی گہرا دوست کسی گہرے دوست کا

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

کہیں وہ آفتاب ہو، کہیں وہ ماہ تاب ہو (منظوم)
ہم لاعلاج قوم ہیں
’’غضِ بصر‘‘
بیت الاسلام، کینیڈا میں دس دن

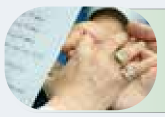

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

گزشتہ خطبہ میں ذکر ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہو کر قرآن کریم کو سمجھا، قرآنی احکامات کو سمجھا، اللہ تعالیٰ کی توحید کو سمجھا کیونکہ توحید کا حقیقی مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے بغیر سمجھ آ ہی نہیں سکتا اور نہ ہی قرآن کریم کا علم آپ کے وسیلے کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا حقیقی اور عملی نمونہ اور مثال ہیں۔ بہر حال آج میں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جو توحید کے بارے میں آپ نے بیان فرمائے کہ سچی توحید کیا ہے؟ توحید کی حقیقت کیا ہے؟ کس طرح عمل کرنے سے انسان حقیقی موحد کہلا سکتا ہے۔

سورۃ الناس کی تفسیر میں اِلٰہِ النَّاس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ رَبِّ النَّاس۔ مَلِكِ النَّاس۔ اِلٰہِ النَّاس کا مضمون بیان ہو رہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

''مَیں … بتلانا چاہتا ہوں کہ پہلے اس صورت میں خدا تعالیٰ نے رَبِّ النَّاس فرمایا۔ پھر مَلِكِ النَّاس، آخر میں اِلٰہِ النَّاس فرمایا جو اصلی مقصود اور مطلوب انسان کا ہے'' (یعنی اِلٰہِ النَّاس جو ہے وہی انسان کا اصل مقصد ہے، اسی کی انسان کو طلب ہے اور ہونی چاہئے)۔ فرمایا کہ: ''اِلٰہ کہتے ہیں مقصود، معبود، مطلوب کو۔'' (یعنی وہ چیز جو حاصل کرنی ہے، جو ہمارا ٹارگٹ ہے، جس کو حاصل کرنا ضروری ہے یا جہاں تک پہنچنے کے لئے ایک مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے، ایک موحد کو کوشش کرنی چاہئے اور اسی کی ہمیں طلب ہے)۔ فرمایا: ''اِلٰہ کہتے ہیں مقصود، معبود، مطلوب کو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی یہی ہیں کہ لَا مَعْبُوْدَ لِیْ وَلَا مَقْصُوْدَ لِیْ وَلَا مَطْلُوْبَ لِیْ اِلَّا اللّٰہُ۔'' (کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مقصود نہیں، کوئی مطلوب نہیں، کوئی معبود نہیں)۔

فرمایا کہ ''… یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح اور ستائش کا مستحق اللہ تعالیٰ کو ہی ٹھہرایا جائے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 321۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جتنی بھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب کی جائیں۔ جو تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جاتی ہیں اور اسی کو ہی زیب دیتی ہیں اور یہی حقیقی توحید ہے۔

فرمایا کہ ''توحید تبھی پوری ہوتی ہے کہ کُل مرادوں کا مُعطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذاتِ واحد ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی یہی ہیں۔'' فرمایا: ''صوفیوں نے اِلٰہ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے۔ بے شک اصل اور سچ یونہی ہے جب تک انسان کامل طور پر کاربند نہیں ہوتا۔ اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔'' (ملفوظات جلد 3 صفحہ 32۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر حقیقی طور پر کاربند ہو تبھی اسلام کی محبت اور عظمت قائم ہو گی ورنہ صرف باتیں ہیں۔ پھر آپ اسلام کی اعلیٰ و اکمل تعلیم کے بارے میں فرماتے ہیں

''یہ خدا کا فضل ہے جو اسلام کے ذریعہ مسلمانوں کو ملا اور اس فضل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ جس پہلو سے دیکھو مسلمانوں کو بہت بڑے فخر اور ناز کا موقع ہے۔ مسلمانوں کا خدا پتھر، درخت، حیوان، ستارہ یا کوئی مردہ انسان نہیں ہے بلکہ وہ قادرِ مطلق خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا کیا اور حیّ و قیوم ہے۔ مسلمانوں کا رسول وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی نبوت اور رسالت کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ آپؐ کی رسالت مُردہ رسالت نہیں بلکہ اس کے ثمرات اور برکات تازہ بتازہ ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں جو اس کی صداقت اور ثبوت کی ہر زمانہ میں دلیل ٹھہرتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی خدا نے ان ثبوتوں اور برکات اور فیوض کو جاری کیا ہے اور مسیح موعود کو بھیج کر نبوتِ محمدیہ کا ثبوت آج بھی دیا ہے اور پھر اس کی دعوت ایسی عام ہے کہ کُل دنیا کے لیے ہے۔''

فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ''قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا (الاعراف: 159)'' (کہ کہہ دے کہ اے لوگو! میں تمہارے لئے تم، سب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں) ''اور پھر فرمایا وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء: 108)''۔ (اور ہم نے تجھے دنیا کی طرف صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔) فرمایا کہ ''کتاب دی تو ایسی کامل اور ایسی محکم اور یقینی کہ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ (البقرۃ: 3) اور فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (البیّنۃ: 4)'' (جس میں قائم رہنے والے احکام ہیں۔ باقی کتابیں تو صرف قصے ہیں، قصے رہ گئے ہیں۔ ایسی صداقتیں جو دائمی ہیں وہ صرف قرآن کریم میں نظر آتی ہیں۔) ''اور اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰت۔ قَوۡلٌ فَصۡلٌ۔ مِیۡزَانٌ۔ مُّہَیۡمِنٌ۔''

پھر فرماتے ہیں کہ ''غرض ہر طرح سے کامل اور مکمل دین مسلمانوں کا ہے جس کے لئے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ: 4) کی مہر لگ چکی ہے۔'' (کہ آج

بقیہ صفحہ 3 پر

کہیں وہ آفتاب ہو، کہیں وہ ماہ تاب ہو

جہاں میں ہم کہیں رہیں ہماری آب و تاب ہو
چمن میں گل ہوں ہر طرف وہیں پہ وہ گلاب ہو

محبّتوں کی سرزمیں ہے ہر جگہ کہیں کہیں
کہیں وہ آفتاب ہو، کہیں وہ ماہ تاب ہو

ملی ہمیں رفاقتیں ہیں شفقتیں عنایتیں
سوال اس سے کیا کریں، جو خود ہی لا جواب ہو

کہانیاں سنی تھیں ہم نے عشق کی وصال کی
یہاں تو راستہ وصال کا ہی انتخاب ہو

ہیں آشیاں اجڑ گئے، ہے پنچھیوں نے راہ لی
مرے وطن کی ہر گلی میں یوں لگے عذاب ہو

ستم رسیدہ سب ہوئے ہیں کام کیا کرے کوئی
کہ پیر کیا کرے وہاں، جو تھک گیا شباب ہو

پڑھا تھا تم نے جو سبق محبّتوں کا عشق کا
کہیں اسے بھلا کے ہی نہ زندگی خراب ہو

خدا کرے کہ پھر سے تم کو راحتیں نصیب ہوں
تمہیں ہدایتیں ملیں، جو رہنما کتاب ہو

طبیب وہ ملے تمہیں جو درد کی دوا کرے
وہ زخم مندمل کرے، تمہارا ہم رکاب ہو

چلے بھی آؤ میکدے، تمہارے غم بھی دور ہوں
کھڑا جو حوض پر ملے، پلا رہا شراب ہو

ہے طارق اب تو خوش ہوا پڑا ہے سجدے میں گرا
ہے جب سے اُس نے کہہ دیا تمہارا کیا حساب ہو

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن)

اداریہ

ہم لاعلاج قوم ہیں

یوٹیوب پر سماء ٹی وی کے 24 جون 2020ء کو نشر ہونے والے پروگرام کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس پروگرام میں ٹک ٹاک (TIKTOK) اور پب جی (PUBG) کے مہلک اثرات کا ذکر ہو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ہلاکتیں اور خودکشیاں ہو رہی ہیں اور پاکستان میں ہفتہ عشرہ میں 2 نوجوانوں نے خودکشی کر کے موت کو گلے لگا لیا۔

اس پروگرام میں اینکر پرسن نے دو ماہر نفسیات کو مدعو کر رکھا تھا۔ ان میں ایک ڈاکٹر معیز تھے۔ انہوں نے اپنی باری پر قوم کی ناگفتہ بہ حالی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں کن کن باتوں سے روکا جاتا ہے، سمجھایا جاتا ہے۔ ابھی کرونا میں باوجود سماجی فاصلہ سمجھانے کے، لاک ڈاؤن کو اپنانے کی تلقین کرنے کے قوم نے جو اپناپن ظاہر کیا ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ ''ہم لاعلاج قوم ہیں'' یعنی ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ ہمارا کوئی علاج نہیں۔ ہم Incurable اور Irremediable ہیں جن پر کوئی Remedy اور Medicine اثر نہیں کرسکتی۔

خاکسار پروگرام سنتا سنتا جب ڈاکٹر معیز کے اس فقرہ پر پہنچا کہ ''ہم لاعلاج قوم ہیں'' تو میرے دماغ کو مختلف خیالات، تفکرات اور توہمات نے جھنجھوڑا اور سوچتے سوچتے میں کہیں کا کہیں پہنچ گیا اور اس قوم کی ایک ایک حرکت آنکھوں کے سامنے آنے لگی جو اسلامی اور قرآنی تعلیم کے منافی ہے اور سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ ایسی قوموں کو بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔ ان تمام حرکات کے ذکر کا اس وقت نہ تو میرا کالم متحمل ہوسکتا ہے اور نہ میرے قویٰ شاید ساتھ دے سکیں کیونکہ جس قوم میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے گھروں یعنی احمدی مساجد کو توڑا ہو، نقصان پہنچایا ہو۔ ان کی پیشانی پر لکھے کلمہ طیبہ کو کھرچ کر یا ہتھوڑوں سے توڑ کر نیچے بہتی گندی نالیوں میں بہایا ہو اور مساجد میں پڑی الٰہی کتاب قرآن کریم کو جلایا ہو۔ اس کا انجام خود سوچیں کیا ہوگا یا کیا ہونا چاہیے؟

بات طول پکڑ رہی ہے اصل نکتہ تو حضرت امام مہدی اور مسیح موعود کو نہ ماننے کا ہے جو محض اور محض اس زمانہ میں خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہے۔ جو سب سے پیارے رسول سیدنا و امامنا و مولانا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیمات کی تجدید کر رہا ہے۔ جس کا درجہ محض ایک غلام کا ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہونے کا دعویدار ہے۔ اس قوم نے اس کا انکار کر دیا۔ اس کی توہین کی۔ اس کے ساتھ تضحیک سے پیش آئی۔ اس کو اور اس کے ماننے والوں کو گالیاں دی گئیں۔ تو کیا اس خدا کی غیرت جوش میں نہیں آتی جس نے اس بندے کو بھیجا اور اپنی تائیدات سے اسے نوازا اور آج اسی اللہ کے فضل اور تائیدات ربانی سے ساری دنیا میں اپنے نام سے جانا پہچانا جانے لگا۔

آگے بڑھنے سے قبل ''لاعلاج'' لفظ کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ اصطلاح آج کل ڈاکٹروں میں عام استعمال ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس اصطلاح کو بیماری یا مرض کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے یہ مرض تو لاعلاج ہے جیسے کینسر وغیرہ اور بسا اوقات یہ اصطلاح مریض کی طرف منسوب کر کے ڈاکٹرز کہہ دیتے ہیں کہ اب یہ مریض لاعلاج ہے۔ زندگی کے دن پورے کر چکا ہے۔ اسے گھر لے جائیں اور دعائیں کریں۔

مگر اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوئی چیز لاعلاج نہیں۔ اللہ سے امید رکھنا۔ اس پر توکل کرنا اور دعاؤں کے ساتھ اس مضمون کو باندھ دیا گیا ہے۔ تقدیر آنے سے قبل تدبیر کرنا نہیں بھولنا۔ یہی اللہ پر بھروسا اور امید ہے۔ مریض کو ادویات دے کر اللہ پر بھروسہ رکھنا ضروری ہے۔ جیسے کلونجی کے متعلق آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس میں موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔ شہد کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل:70) کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ کے بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہوئی۔ آپ، آنحضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور علاج دریافت فرمایا۔ آنحضور ﷺ نے شہد تجویز فرمایا۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضورؐ! شہد دینے سے پیٹ کا درد مزید بڑھ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ شہد دو انہوں نے واپس جاکر اپنے بھائی کو مزید شہد دیا تو دیکھتے دیکھتے پیٹ پھولنے لگا۔ حضرت ابوہریرہؓ بھاگے بھاگے دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور تکلیف کی کیفیت بیان فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا۔ مزید شہد دو اور اس کے بعد مریض صحت یاب ہوگیا۔

روحانی دنیا میں اگر اس لفظ کے استعمال کو دیکھیں تو اس سے دائمی مریض مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ کچھ علاج کے بعد جب گناہ گار صحت یاب ہو جاتا ہے تو اللہ کی صفت رحیم جلوہ گر ہوتی ہے اور اُسے معاف کر دیا جاتا ہے۔ مفسرین قرآن نے قرآن کریم کے الفاظ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ:40) کے ترجمہ و تشریح میں یہ بارہا لکھا ہے کہ کفار اور گناہ گار جہنم میں دائمی نہیں ہوں گے۔ یہ ہسپتال کی مانند ہے جوں جوں ایک مریض کا علاج مکمل ہوگا اسے جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔

لیکن جہنم میں بھجوائے جانے سے قبل علاج ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ عمل کرنے والوں کو نویدیں دیتا ہے اور عمل نہ کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کو مسلسل تنبیہ کرتا چلا جاتا ہے اور جب کیفیت خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (البقرہ:8) کی ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ عذاب کی تقدیر نازل کرتا ہے۔

ڈاکٹر معیز کے تبصرہ ''ہم لاعلاج قوم ہیں'' کو احادیث و اقوال رسول ﷺ کے تناظر میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! جب تم میں مسیح موعود ظاہر ہو اور تم اس کو دیکھ لو تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس تک پہنچو اور بیعت کرو خواہ تمہیں اس تک پہنچنے کے لئے برف کے یخ بستہ تودوں پر سے گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ وہ خلیفۃ اللہ المہدی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ اور اس کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 30)

پھر ایک موقع پر اسے آنحضور ﷺ نے اپنا سلام پہنچانے کی ہدایت بھی فرمائی۔ (درمنثور جلد 2 صفحہ 445 از امام جلال الدین السیوطی)

بلکہ اس کی اطاعت اپنی اطاعت اور اس کی نافرمانی اپنی نافرمانی قرار دی۔ (بحار الانوار جلد 13 صفحہ 17 از علامہ باقر مجلسی)

ینابیع المودّہ میں لکھا ہے کہ جس نے مہدی کے ظہور کا انکار کیا اس نے گویا محمدؐ پر نازل شدہ باتوں کا انکار کیا۔ (الباب الثامن و السبعون صفحہ 447 از علامہ شیخ سمان)

نواب محمد صدیق حسن خان صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ جس نے مہدی کو جھٹلایا اُس نے کفر کیا۔ (حجج الکرامہ صفحہ 351)

اس ناطے مسیح و مہدی اس زمانہ کے روحانی طبیب ہیں۔ وہ قرآن و حدیث اور آنحضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق علاج تجویز کرتے رہے اور آج ان کی نمائندگی میں خلیفۃ المسیح مناسب رہنمائی فرماتے ہیں۔ ہم سب کو اللہ کی طرف جھکنا، اس سے مدد مانگنا ضروری ہے تا ہماری کمزوریوں، کوتاہیوں اور گناہوں کا علاج ہوتا رہے۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

تمہارے لئے تمہارا دین مکمل ہوگیا۔ اپنی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا۔ یہ مہر اب لگ چکی ہے۔ پس اسلام ہی ہے جو آخری اور کامل دین ہے جو تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔)

پھر فرمایا: ''...پھر کس قدر افسوس ہے مسلمانوں پر کہ وہ ایسا کامل دین جو رضائے الٰہی کا موجب اور باعث ہے رکھ کر بھی بے نصیب ہیں'' (ایسے دین کی طرف منسوب ہو کر بھی بے نصیب ہیں) ''اور اس دین کے برکات اور ثمرات سے حصہ نہیں لیتے بلکہ خدا تعالیٰ نے جو ایک سلسلہ ان برکات کو زندہ کرنے کے لئے قائم کیا تو اکثر انکار کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور لَسْتَ مُرْسَلًا اور لَسْتَ مُؤْمِنًا کی آوازیں بلند کرنے لگے۔'' (مسیح موعود کو بھیجا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہی فیض ہے تو بجائے اس کے کہ قبول کرتے انکار کرنا شروع کر دیا۔ یہ نعرے لگانے شروع کر دیئے کہ تم خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہیں آئے۔ یہ آوازیں بلند کرنی شروع کر دیں کہ تم مومن نہیں ہو۔)

فرمایا کہ ''یاد رکھو خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار محض ان برکات کو جذب نہیں کر سکتا جو اس اقرار اور اُس کے دوسرے لوازمات یعنی اعمال صالحہ سے پیدا ہوتے ہیں۔'' صرف توحید کا اقرار کر لینا برکات کو جذب نہیں کرے گا۔ اس اقرار کے ساتھ جو لوازمات ہیں یعنی اعمال صالحہ کا بجالانا، وہ بھی کیونکہ ضروری ہیں اس لئے جب تک وہ پیدا نہیں ہوتے (برکتیں نہیں ملیں گی)۔ توحید کی برکتیں تبھی ملیں گی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہو کر آپ کے اسوہ حسنہ کو دیکھتے ہوئے، عمل کرتے ہوئے اعمال صالحہ بجالاؤ گے۔

فرمایا: ''یہ سچ ہے کہ توحید اعلیٰ درجہ کی جز ہے جو ایک سچے مسلمان اور ہر خدا ترس انسان کو اختیار کرنی چاہئے مگر توحید کی تکمیل کے لئے ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ محبتِ الٰہی ہے یعنی خدا سے محبت کرنا۔ قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور مدعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسا وحدہٗ لاشریک ہے ایسا ہی محبت کی رُو سے بھی اس کو وحدہٗ لاشریک یقین کیا جاوے اور کُل انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا اصل منشاء ہمیشہ یہی رہا ہے۔ چنانچہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جیسے ایک طرف توحید کی تعلیم دیتا ہے ساتھ ہی توحید کی تکمیل محبت کی ہدایت بھی کرتا ہے'' (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ توحید کی تعلیم بھی دیتا ہے اور توحید کی تکمیل محبت، اس سے توحید سے محبت کرنے کے کمال کو حاصل کرنے کی ہدایت بھی کرتا ہے۔) ''اور جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا ہے یہ ایک ایسا پیارا اور پُر معنی جملہ ہے کہ اس کی مانند ساری تورات اور انجیل میں نہیں اور نہ دنیا کی کسی اور کتاب نے کامل تعلیم دی ہے۔ اِلٰہ کے معنی ہیں ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جاوے۔ گویا اسلام کی یہ اصل محبت کے مفہوم کو پورے اور کامل طور پر ادا کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ جو توحید بدوں محبت کے ہو وہ ناقص اور ادھوری ہے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 136-137۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 16 مئی 2014ء)

’’غضِ بصر‘‘

(ابن قدسی)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں دی ہیں جن سے ہماری زندگیوں میں خوشگوار احساس پیدا ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ایک لذت اور سرور کا احساس جوڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جنتیوں کو دی گئی نعمتوں کے ذکر میں فرماتا ہے کہ

وَتَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ (الزخرف 72) کہ ان نعمتوں سے ان کی آنکھیں لذت پائیں گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قرۃ عینی فی الصلوٰۃ. ﴿نسائی، حدیث نمبر: ۳۳۹۱﴾ ’’میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے‘‘

گویا آنکھوں کے ساتھ ایک لذت کا احساس رکھا گیا ہے۔ اس لیے اس میں پاکیزگی ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’دِل پاک نہیں ہوسکتا جب تک آنکھ پاک نہ ہو‘‘

(روحانی خزائن جلد 15۔ تریاق القلوب ص 164,165)

نظر اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

’’علم النفس کے ماتحت مرد و عورت کے باہمی تعلقات کی ابتداء ہمیشہ دونوں کی نظریں ملنے سے ہوتی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی پر نظر پڑتی ہے تو خواہ دوسرے کی نظر نیچی ہی ہو تب بھی اس پر اثر پڑ جاتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 298)

غض بصر کیا ہے؟ اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِّ بصر کہتے ہیں‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 344)

گویا غض بصر کے دو حصہ ہیں

(1) ایک خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچانا

(2) دوسرا جائز النظر چیزوں کو دیکھنا

غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے آپ بچانے کا پہلا اور سب سے اہم ذریعہ یہی ہے کہ اپنی نظر پر پابندی لگائے اسے نیچا رکھے۔ تب ہی وہ بدنظری سے بچ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نظر کی حفاظت کے لیے بیان فرمایا کہ

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ (النور: 31)

’’ترجمہ: ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے، بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے بلکہ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ (النور: 31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔‘‘ ...

(ملفوظات جلد اول صفحہ 53 مطبوعہ ربوہ)

بدنظری کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

النَّظْرَۃُ سَھْمٌ مَسْمُومٌ مِنْ سِھَامِ إِبْلِیسَ مَنْ تَرَکَھَا مِنْ مَخَافَتِی أَبْدَلْتُه إِیمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہُ فِی قَلْبِہِ

(المنذری، عبدالعظیم، الترغیب والترھیب، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ، جلد ۳، صفحہ ۱۵۳۔)

’’بدنظری شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو شخص اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے، میں اس کو ایک ایسی ایمانی قوت دوں گا، جس کی شیرینی وہ اپنے دل میں پائے گا‘‘۔

نگاہ نیچی رکھنا ایک معاشرتی حق بھی ہے جسے ادا کرنا ضروری ہے۔

صحابہ کرامؓ سے ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو! صحابہؓ نے اپنی مجبوری پیش کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو جب کوئی مجبوری ہو تو راستہ کا حق ادا کرو! صحابہؓ نے سوال کیا راستہ کا حق کیا ہے‘‘۔؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غَضُّ الۡبَصَرِ وَکَفُّ الۡاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالۡاَمۡرُ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَالنَّھۡیُ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

(مسلم بن حجاج، امام، الصحیح، بیروت، داراحیاء التراث العربی، جلد ۴، صفحہ ۱۷۰۴۲۳۰۴۔)

’’نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا‘‘۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’غض بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔ پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 86-87-88)

عورت کے لیے اپنی نگاہ کو نیچا رکھنے کی تاکید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

’’حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول کریمؐ کے پاس تھی اور آپؐ کے پاس حضرت میمونہؓ بھی تھیں۔ سامنے سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم (جو نابینا تھے) تشریف لائے، حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ان سے تم دونوں پردہ کرو، ہم نے عرض کیا یارسول اللہؐ کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی اندھی ہو انہیں نہیں دیکھتی ہو‘‘

(سنن ابو داؤد، جلد نمبر سوم، حدیث نمبر 720۔)

پھر نگاہ نیچی رکھنے کے ساتھ ساتھ عورت کے لیے اپنی خوبصورتی کو نامحرموں پر ظاہر نہ کرنا بھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ

یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡھِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِھِنَّ (الاحزاب 60) کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔

اس کے بارہ میں ایک روایت بخاری میں ہی ہمیں ملتی ہے جس میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الۡفَجۡرَ فَیَشۡھَدُ مَعَہٗ النِّسَآءُ مِّنَ الۡمُؤۡمِنَاتِ الۡمُتَلَفِّعَاتِ فِی مُرُوۡطِھِنَّ ثُمَّ یَرۡجِعۡنَ اِلٰی بُیُوۡتِھِنَّ مَا یَعۡرِفُھُنَّ اَحَدٌ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فِی کَمۡ تُصَلِّی الۡمَرۡأَۃُ فِی الثِّیَابِ)

ترجمہ: ’’رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ صبح کی نماز پڑھتے اور آپ کے ساتھ بعض مومن عورتیں بھی اپنی اوڑھنیوں میں منہ چھپائے ہوئے نماز پڑھتیں۔ پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں۔ اور انھیں کوئی بھی نہ پہچانتا۔‘‘

غض بصر کرنے کا حکم اس لیے ہے کہ دل پاک رہے اور خیالات پراگندہ نہ ہوں تو موجودہ زمانہ میں غض بصر کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ ہوگئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

’’اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پہلے کہا کہ غض بصر سے کام لو۔ کیوں؟ اس لیے کہ ذٰلک ازکیٰ لھم۔ کیونکہ یہ بات پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔ اگر پاکیزگی نہیں تو خدا نہیں ملتا۔ پس عورتوں کے پردہ سے پہلے مردوں کو کہہ دیا کہ ہر ایسی چیز سے بچو جس سے تمہارے جذبات بھڑک سکتے ہوں۔ عورتوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھنا، ان میں مکس اَپ ہونا، گندی فلمیں دیکھنا، نامحرموں سے فیس بک پر یا کسی اور ذریعہ سے چیٹ (chat) وغیرہ کرنا، یہ چیزیں پاکیزہ نہیں رہتیں‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 13 جنوری 2017ء)

ہر وہ چیز جو انسان کے خیالات کو پراگندہ کرے اس سے بھی غض

بصر کرنا چاہیے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت کریمہ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (طٰہٰ:132) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’انسان بعض دفعہ دوسرے کی دولت دیکھ کر لالچ میں آجاتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ دولت اس کو مل جائے لیکن اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جب یورپین قومیں ترقی کریں اور بہت دولت سمیٹ لیں تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی دولت دیکھ کر لالچ میں نہ آئیں کیونکہ یہی دولت آخر ان کی تباہی کا موجب ہوگی جیسا کہ موجودہ زمانہ میں ہو رہا ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دولت کو دیکھ کر روس کے منہ میں پانی بھر آیا اور اس نے بھی ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ایجاد کر لئے تاکہ ان کی مدد سے مغربی ممالک کی دولت چھین لے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے کہ تم اپنی دولت خدا کے ہاں جمع کرو۔ کیونکہ جو دولت خدا کے ہاں جمع ہوتی ہے اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اور وہ بہتر بھی ہوتی ہے اور ہمیشہ قائم بھی رہتی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ نمبر 482)

تو کسی کی دولت کو اس نظر سے دیکھنا کہ اس سے دل میں لالچ اور دولت چھین لینے کے خیالات پیدا ہوں تو ایسے موقع پر غض بصر سے کام لینا چاہیے اور اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر لینی چاہیے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جو برے خیالات پیدا کرے اس سے غض بصر سے کام لینا چاہیے۔

غض بصر کے دوسرے حصہ یعنی جائز النظر کو دیکھنے پر عمل بھی خیالات کو پاکیزہ کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبۃ:119) یعنی نیک لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس میں نیک لوگوں کی صحبت میں رہنے کا حکم ہے تو نیک صحبت میں رہیں گے، نیک لوگوں کو دیکھیں گے، نیک باتیں سنیں گے تو خیالات پاکیزہ ہی رہیں گے۔

گھر کا ماحول پاکیزہ ہوگا تو وہ بھی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے گا۔ اس لیے یہ دعا سکھائی گئی ہے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا (الفرقان:75)

اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343-344 مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے جو حدود مقرر کی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے آپ کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ’’حیا ایمان کا حصہ ہے۔‘‘ (صحیح بخاری، کتاب الایمان۔ حدیث نمبر 24) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں جزا پاتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو، تمہارے میں ایمان ہو۔‘‘

(مستورات سے خطاب فرمودہ 2 جون 2012ء بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی بمقام کالسروئے جرمنی مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2012ء)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (صحیح بخاری) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اچانک نظر پڑنا اور نیت کے ساتھ نظر ڈالنا دو مختلف امور ہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ۔

(سنن ابوداؤد کتاب النکاح باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ حدیث نمبر 382)

ترجمہ: ’’حضرت ابو بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ تمہاری نگاہیں اچانک پڑنے والی نظر کی پیروی نہ کریں۔ کیونکہ اچانک پڑنے والی نظر معاف ہے۔ لیکن اس کے بعد دیکھنا معاف نہیں۔‘‘

پھر ایک اور روایت جس میں ایک خاص نیت کے ساتھ دیکھنے کی اجازت ہے وہ درج ذیل ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا قَالَ لَا قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا (صحیح مسلم کتاب النکاح باب نَدْبِ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِ الْمَرْأَةِ وَكَفَّيْهَا لِمَنْ يُّرِيْدُ تَزَوُّجَهَا)

ترجمہ: ’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اسی اثناء میں وہاں ایک شخص آیا اس نے نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ اس نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں جس پر نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھ میں کچھ ہوتا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں غض بصر کے تمام پہلوؤں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

(حال) نہ پوچھے گا۔ وہ اُنہیں اچھی طرح دکھلا دیئے جائیں گے۔ مجرم یہ چاہے گا کہ کاش وہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دے سکے اپنے بیٹوں کو۔

جب Atomic Warfare ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ آسمان کَالْمُهْلِ یعنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح دکھائی دے۔ اس میں Radiation کے عذاب کی طرف اشارہ ہے جو کہ اتنی خوفناک چیز ہے کہ اب تک جہاں جہاں تجربے ہوئے ہیں وہاں لازماً یہی باتیں دکھائی دی ہیں کہ وہ ایسا وقت ہوتا ہے کہ کوئی اپنے کسی گہرے دوست کو بھی نہیں پوچھتا۔ یہاں تک کہ عورتیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور ہر ایک کے اندر Atomic Warfare یا Radiation سے اتنی خوفناک گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ اگر اس وقت کسی سے پوچھا جائے تو وہ اپنے بچوں کو قربان کرنے کے لئے بھی تیار ہوجاتی ہیں کہ اس مصیبت سے نجات ہو کسی طرح۔

دوسری جنگ عظیم میں یہ نظارے دیکھے گئے۔ حالانکہ وہ بہت کم طاقت کے ایٹم بم تھے اور اب تو اس سے کئی گنا زیادہ طاقت کے ایٹم بم تیار ہو چکے ہیں اور اس وقت جو دنیا کے حالات ہیں وہ یہی نظر آ رہے ہیں کہ دنیا بڑی تیزی سے تباہی کے کنارے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پس آج ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ کا فرض ہے، جس کے دل میں انسانیت کا درد ہے کہ انسانیت کو بچانے کے لئے دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ دنیا خدا کو پہچان لے اور تباہی سے جس حد تک بچ سکتی ہے، بچے۔

(خطبہ جمعہ 9 مئی 2003ء)

آج کی دعا

رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(سورۃ آل عمران:36)

ترجمہ: ’’اے میرے رب! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ میں نے تیری نذر کر دیا (دنیا کے جھمیلوں سے) آزاد کرتے ہوئے۔ پس تو مجھ سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔‘‘

یہ قرآن مجید میں مذکور وقف اولاد کی بہت پیاری دعا ہے۔

حضرت مریمؑ کی والدہ نے آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور آپکو حضرت مریمؑ جیسی پاک، فرمانبردار عظیم بیٹی سے نوازا اور آپ کو اپنے زمانے کی تمام عورتوں پر فضیلت بخشی۔

اللہ کے فضل سے ہماری جماعت میں بھی وقف قبل از ولادت کی مبارک تحریک موجود ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپریل 1987ء میں وقفِ نو کے نام سے شروع فرمایا تھا۔

مرسلہ: قدسیہ محمود سردار

سلسلہ کے ایک عظیم خادم مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم کا ذکر خیر

مراسلہ از ڈاکٹر نصیر احمد شریف صاحب

مکرم ومحترم چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم سابق وکیل المال اول تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان، نہائیت محبت کرنے والی شفیق ہستی تھیں۔ خاکسار سے ان کا بڑی محبت کا تعلق تھا۔ 2006ء میں جب میں حافظ والا (میانوالی) میں تعینات تھا تو آپ سے تحریراً درخواست کی کہ اپنی زندگی کے کچھ واقعات تحریر کر کے ارسال فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے یہ تعارف اس وقت کے ناظر صاحب اشاعت کی ہدایت پر تحریر فرمایا اور اس کی کاپی خاکسار کو بھی از راہ شفقت ارسال فرمائی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ یہ مضمون من وعن ہدیۂ قارئین کیا جاتا ھے۔

اپنے گھر کا ابتدائی تعارف

خاکسار شبیر احمد سیالکوٹ چھاؤنی کے ایک دیندار احمدی گھرانہ میں پیدا ہوا۔ میری تاریخ پیدائش 28 نومبر 1917ء ہے۔ حضرت والد صاحب حافظ عبدالعزیز صاحب رفیق سیدنا حضرت مسیح موعودؑ 1895ء میں مختصر سی تحقیق کے بعد بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں اور استقامت سے نہ صرف مخالفت بے اثر ہوگئی بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے صدر بازار کے متعدد گھرانے جماعت احمدیہ میں شامل ہوگئے۔ ان میں ہمارے چچا سردار عبدالحمید صاحب بھی تھے۔ ہمارے دادا مکرم چوہدری نبی بخش صاحب اپنے بیٹوں کے احمدی ہوجانے کے باوجود جماعت میں شامل ہونے سے متردد رہے تاہم انہوں نے بھی خلافت ثانیہ کے دور میں احمدیت قبول کرلی۔ الحمد للہ

حضرت والد صاحب بفضل خدا کثیر العیال تھے۔ ہم بہن بھائیوں کی تعداد گیارہ تھی۔ آٹھ بھائی اور تین بہنیں۔ اسی طرح حضرت والد صاحب کی اولاد بشمول پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں پچاس کی تعداد میں ہوگئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

بچپن کے چند ناقابل فراموش واقعات

بچپن کا زمانہ قریباً سارا ہی ناقابل فراموش ہوتا ہے۔ متمول گھرانے کے بچے کے دل و دماغ پر میٹھی میٹھی یادیں نقش رہتی ہیں اور تنگدست گھرانے کے بچے پر اکثر بڑی تلخ یادیں ناقابل فراموش بن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا گھرانہ سیالکوٹ چھاؤنی کے صدر بازار کے حصے میں متمول گھرانوں میں شمار ہوتا تھا۔ بفضل خدا دادا جان کم و بیش بیس رہائشی مکانوں کے مالک تھے جو کرایہ پر دیئے ہوئے تھے۔ خاکسار نے اپنے بچپن کے واقعات انتخاب کرنے کے لئے شیریں یا تلخ کو معیار نہیں بنایا بلکہ ایسے واقعات کو مقدم رکھا ہے جو کسی نہ کسی جہت سے سبق آموز ہوں یا وہ والدین کے لئے تربیت اولاد کے سلسلہ میں راہنمائی کے حامل ہوں۔

سب سے پہلا واقعہ جو خدا تعالیٰ کے عظیم فضل وکرم کا مظہر ہے اور واقعی ناقابل فراموش ہے حسب ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے اغواء ہونے سے بچالیا

میری تاریخ پیدائش 28-11-1917 ہے۔ میری عمر چار پانچ سال ہوگی۔ بندہ گھر سے باہر ایک گیند سے کھیل رہا تھا کہ ایک گھڑسوار مجھے نظر آیا جو گھوڑے سے اتر کر مجھے ایک گیند دیتے ہوئے کہنے لگا یہ لے لو ایک گیند۔ میرے گھر میں بہت اچھے اچھے گیند ہیں کبھی میرے گھر آؤ تو اپنی پسند کی گیند لے لینا۔ گیند سے غیر معمولی دلچسپی سے مجھے اس شخص سے خاصا لگاؤ ہوگیا حالانکہ تنومند سیاہ رنگ اور بڑی بڑی مونچھوں والا آدمی تھا۔ سر پر سپاہیانہ قسم کی پگڑی تھی۔ کچھ دنوں بعد پھر وہی شخص آیا اس مرتبہ وہ پیدل آیا اور سوء اتفاق سے پھر بندہ گھر سے باہر کھیل رہا تھا۔ اس نے بڑے پیار سے پوچھا گیند لینے کے لئے میرے ساتھ چلو گے؟ میں گیند کی محبت میں اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہوگیا۔ گھر سے قریباً دو میل طے کرنے کے بعد بھی اس کا گھر نہ آیا سورج غروب ہوچکا تھا۔ سفر جلد طے کرنے کے خیال سے اس شخص نے مجھے گود میں اٹھالیا اور تیز رفتاری سے چلنے لگا۔ میرا ماتھا ٹھنکا اور میں زار و قطار رونے لگ پڑا۔ اب ہم پختہ سڑک چھوڑ کر ایک میدان سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے پانچ چھ افراد آتے ہوئے نظر آئے۔ وہ کچھ مزدور معلوم ہوتے تھے جو مزدوری کر کے واپس آرہے تھے۔ انہیں دیکھ کر اس شخص نے مجھے زمین پر کھڑا کر دیا اور بڑی تیز رفتاری سے ایک طرف کو ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے مزدوروں کو میرے لئے فرشتہ رحمت بنا کر بھیجا اور ایک بڑے المیہ سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

سفید پیسہ

پہلی جماعت کا طالب علم تھا۔ سکول جانے سے پہلے والد صاحب سے ایک پیسہ مانگا۔ انہوں نے فرمایا جاؤ میرے کوٹ کی جیب میں سے ایک پیسہ نکال لو۔ میںٰ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اس میں بہت سے پیسے نظر آئے۔ ایک پیسہ سفید چمکتا ہوا نظر آیا۔ وہ مجھے اچھا لگا میں نے وہی لے لیا اور سکول چلا گیا۔ سکول کے گیٹ پر ایک کھانے پینے کی دکان تھی۔ دوکاندار کا نام تھا۔ پنوں۔ آدھی چھٹی ہوئی تو میں خوشی خوشی دکان پر پہنچ کر اور سفید پیسہ اسے دے کر کہا کہ مجھے چنے اور کچوریاں دے دو۔ اس نے چار کچوریاں اور چنے مجھے دے دیئے۔ دکاندار سمجھ گیا کہاس بچہ سفید پیسے کی مالیت کا علم نہیں اور واقعی اس وقت مجھے علم نہیں تھا۔ میں نے سمجھا کہ سفید پیسہ کی چار کچوریاں ہی ملتی ہوں گی سو وہ مجھے مل گئیں۔ اللہ خیر سلا۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ محتروم والد صاحب مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ میں اس وقت اپنی کلاس میں پہنچ چکا تھا۔ ٹاٹ پر بیٹھے ہوئے نگاہ اوپر کی تو والد صاحب کھڑے نظر آئے۔ فرمانے لگے تم نے میرے کوٹ کی جیب سے کیا نکالا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک چمکتا ہوا سفید پیسہ۔ والد صاحب نے دریافت فرمایا تو پھر تم نے اس پیسے کا کیا کیا۔ عرض کیا کہ پنوں سے کچوریاں لے کر کھائیں۔ فرمانے لگے چلو میرے ساتھ پنوں کے پاس۔ وہاں پہنچ کر والد صاحب نے پنوں سے پوچھا کہ اس بچنے نے تم سے کیا لیا اور تم نے یا دیا۔ پنوں کو میرے والد صاحب کی شخصیت کا علم تھا کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر کے کلاس فیلو رہ چکے ہیں اور صدر کی بستی میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ احساس ندامت میں ڈوب گیا اور مرعوب ہوکر کہا کہ بچے نے روپیہ دیا تھا اس کو باقی پیسے دینے مجھے یاد نہیں رہے۔ یہ لیجئے باقی پندرہ آنے اور بڑی لجاجت سے معافی طلب کرتا رہا۔ اس دن مجھے علم ہوا کہ میں تو اس سفید پیسہ میں 64 کچوریاں کھا سکتا تھا۔ بہر حال اس واقعہ سے میرے علم میں بہت قیمتی اضافہ ہوا۔ شکر ہے پہلی جماعت میں ہی عالم فاضل بن گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر قسم کھانے کا مطالبہ

ہمارے ملنے والوں میں ایک صاحب احمدیت کے بارے میں بہت ہی غلط فہمیوں میں مبتلا تھے۔ میٹرک کی تعلیم کے دوران ایک دن سر راہ ملے۔ جمعہ کا دن تھا۔ جامع مسجد قریب تھی جہاں ابھی خطبہ شروع نہیں ہوا تھا۔ فرمانے لگے کیا آپ حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر قسم کھا سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں بفضل خدا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاقت پر پورے یقین اور ایمان کے ساتھ قسم کھا سکتا ہوں۔ کہنے لگے چلو پھر مسجد چلتے ہیں خطبہ سے پہلے آپ قسم کھائیں۔ میں فوراً تیار ہوگیا۔ حسن اتفاق سے خطیب صاحب میرے والد صاحب کے کسی حد تک عقیدت مند تھے۔ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر وہ اکثر میرے والد صاحب سے مل کر جایا کرتے تھے۔ ہمارا مکان جامع مسجد کے بالکل سامنے تھا اور ہمارے گھر میں ہی صدر کے احمدی احباب جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ والد صاحب نماز جمعہ سے فارغ ہوکر اکثر مکان سے باہر کے برآمدے میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ جس دوست نے مجھے قسم کی دعوت دی تھی انہوں نے میرا تعارف خطیب صاحب سے کروایا اور بتایا کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے بارے میں قسم کھانے کے لئے آئے ہیں۔ خطیب صاحب اتنے نادان نہ تھے جتنے قسم کا مطالبہ کرنے والے وہ بھانپ گئے کہ اس طرح تو اچھی خاصی احمدیت کی تبلیغ ہوجائے گی۔ انہوں نے بڑی حکمت عملی سے کام لیا۔ کچھ میرے والد صاحب کا لحاظ کر کے اور کچھ معاملہ کی نزاکت کا خیال کر کے نہائیت محبت اور پیار سے میری تھوڑی کو ہاتھ لگایا اور کہا بیٹا یہ مطالبہ

درست نہیں ہے۔ میں اسے مناسب خیال نہیں کرتا۔ اس لئے آپ کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں۔ میرے ملنے والے دوست اپنا سامنہ لے کر رہ گئے اور میں قدرے فاتحانہ انداز میں مسجد سے باہر نکل آیا اور اپنے گھر میں خطبہ اور نماز میں شمولیت کی تیاری کرنے لگا۔

فیروز پور کے ایک گاؤں میں جلسہ

1946-47 میں فیروز پور کی رہائش کے دوران خاکسار کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ منتخب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں مجلس کی سطح پر ماہانہ دعوت الی اللہ کا پروگرام عمل میں لایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک گاؤں میں جانے اور رات کو وہاں جلسہ کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کے لوگ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام سے بکلی ناواقف تھے۔ ہمارا وفد چند خدام پر مشتمل تھا۔ اہل گاؤں کے تعاون سے رات کو جلسہ میں تقریریں کیں۔ ان میں نمایاں تقریر وفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں تھی۔ ہمارے پروگرام میں تقاریر کے علاوہ گاؤں سے باہر کھلی فضا میں خیمہ لگا کر رات بسر کرنا اور تہجد اور نماز فجر ادا کرنا بھی شامل تھا۔ ہم بڑے خوش تھے کہ گاؤں والوں نے ہم سے بڑا تعاون کیا ہے۔ نماز تہجد کے لئے جب ہم تیاری کر رہے تھے تو گاؤں والوں میں سے دو افراد ہمارے خیمہ کے پاس سے گزرتے ہوئے یوں باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے دوسرے کو کہا کہ یہ ان مولویوں کا خیمہ ہے جنہوں نے رات کو ہمارے گاؤں میں تقریریں کی ہیں۔ دوسرا کہنے لگا یہ کہہ رہے تھے کہ عیسیٰؑ مر گیا عیسیٰؑ مر گیا۔ عیسیٰ کون سی؟ ان کی یہ گفتگو سن کر ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی کہ اسلام کے بارے میں گاؤں والوں کا یہ مبلغ علم معلوم کر کے سخت تعجب بھی ہوا اور افسوس بھی کہ یہاں مسلمانوں کا یہ حال ہے۔ افسوس 1947ء میں پارٹیشن کی وجہ سے اس گاؤں سے رابطہ قائم رکھنا ممکن نہ رہا۔

جھنگڑ حاکم والا میں تصویری لیکچر

ضلع شیخوپورہ میں بعض جماعتوں کا دورہ کرتے ہوئے خاکسار ایک جماعت بمقام جھنگڑ حاکم والا میں پہنچا۔ وہاں مغرب کی نماز کے بعد سلائیڈ لیکچر کا پروگرام تھا۔ جماعت کے اکثر دوست ایک مکان کے وسیع و عریض صحن میں جمع تھے۔ جہاں سلائیڈز کی نمائش مطلوب تھی لیکن بادلوں کی وجہ سے موسم مخالف نظر آرہا تھا۔ جہاں جماعت متذبذب تھی کہ آیا لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ نمائش کے بارے میں اعلان کیا جائے کہ نہ کیا جائے۔ اس کشمکش کے عالم میں مناسب سمجھا گیا کہ اعلان نہ کیا جائے۔ نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ سو ہم نے باجماعت نماز مغرب شروع کر دی۔ اسی اثناء میں غیر احمدی بھائیوں کی مسجد سے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اعلان سنایا گیا کہ ’’بھائیو مرزائیوں کی مسجد میں ایک جلسہ ہے وہاں کوئی مسلمان نہ جائے‘‘

ہم نے کہا اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق اعلان تو ہوگیا اب لیکچر کی تیاری شروع کرنی چاہئیے۔ نماز شروع ہوتے ہیں بارش کا نزول شروع ہوگیا جو نماز ختم ہونے پر تھم گئی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا تصرف تھا۔ اس کے فضل نے مطلوبہ تقریب کے لئے حالات سازگار کر دیئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قریباً ایک گھنٹہ نمائش اور اس کے ساتھ تعارفی لیکچر کا سلسلہ بخیر و خوبی جاری رہا۔ اپنی جماعت کے دوستوں کے علاوہ غیر احمدی بھائی بھی بکثرت شامل ہوئے۔ اسی اثناء میں مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے دوسرا اعلان ان الفاظ میں ہوا ’’او کڑمیو مسلمانو تسی سارے مرزائیاں ول چلے گئے او نماز عشاء واسطے کوئی نہیں آیا‘‘۔ (یعنی کہ آپ سب احباب مرزائیوں کی طرف چلے گئے ہیں نماز عشاء کے لیے کوئی نہیں آیا) اس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کے ذریعہ ہی تقریب کا اعلان کروا دیا اور آخر میں انہی کے ذریعہ اس کی کامیابی کا اعلان کروا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت ام طاہر کی خدمت میں نظم خوانی کی سعادت

قادیان میں طالب علمی کے زمانہ میں ایک مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ڈرائیور قریشی نذیر احمد صاحب کو ملنے گیا۔ وہ میرے بڑے بھائی ڈاکٹر رشید احمد صاحب کے برادر نسبتی تھے۔ ان کی رہائش حضرت ام طاہر کے مکان کے زیریں حصہ میں تھی۔ بالائی منزل پر حضرت ام طاہر کی رہائش تھی۔ اوپر سے آنمحترمہ کی آواز آئی نذیر احمد آپ کے پاس جو بچہ آیا ہوا ہے سنا ہے کہ وہ نظم بہت اچھی پڑھتا ہے۔ ہمیں بھی وہ کوئی نظم سنائے۔ چنانچہ آنمحترمہ کی فرمائش پر خاکسار نے درثمین کی نظمیں سنائیں جس پر آنمحترمہ نے شکریہ اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ میری خوش نصیبی کہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دینیات کے پرچے کی اہمیت

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں دینیات کے مضمون کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی۔ دسویں جماعت کے لئے داخلہ بھجوانے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ طالب علم دینیات کے مضمون میں کامیاب ہوچکا ہو۔ دسویں جماعت تک قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب کا خاصا کورس عبور کروا دیا جاتا تھا۔ نیز تحریری امتحان کے ساتھ آخر میں زبانی امتحان بھی ہوا کرتا تھا۔ جس کے بورڈ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ جیسے صاحب علم و تقویٰ بھی ہوا کرتے تھے۔

بقیہ: بیت الاسلام، کینیڈا میں دس دن...... از صفحہ 8

گھر اور شہر سے بہت دور تھی لیکن دل میں یہ خوشی بھی تھی کہ یہاں عبادت کا خوب مزا آئے گا کہ یہاں کوئی بھی مجھے جاننے والا نہیں ہو گا۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے ہماری خدائی جماعت خدا کے فضل و کرم سے ایسی ہے کہ ایک سے بات کریں تو دس رشتے داریاں نکل آتی ہیں میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا آدھے سے زیادہ ربوہ سے جاننے والے کچھ لندن کے ملنے والے اور کچھ میرے اپنے رشتے دار یہاں موجود تھے۔

میرے دس دن کیسے بیت گئے مجھے کچھ علم ہی نہیں ہوا۔ سب سے پہلے تو میں حافظ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ اتنے دھیمے لہجے میں نماز تراویح پڑھائی کہ جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، میں نے اُن کو دیکھا تو نہیں نام بھی نہیں جانتی مگر آواز سے اندازہ لگا سکی ہوں کہ بہت کم عمر بچہ تھے مگر اتنے مشکل کام کو بہت آسانی سے نبھا رہے تھے۔ تراویوں میں بہت سکون ملتا تھا۔ حافظ صاحب کو بہت بہت مبارک ہو، اللہ تعالیٰ اُن کو کامیاب و کامران کرتا رہے۔ آمین

پھر صبح کی نماز کے بعد امیر صاحب حدیث کا درس دیتے تھے۔ ایک دن موضوع تھا ’’صبر‘‘ میرے جیسے بے صبروں کے لئے جن کو صبر بہت مشکل سے آتا ہے بہت نصیحت آموز تھا۔ اُنہی دنوں میں وہاں مرزا احسن صاحب ابن مکرم میاں انور احمد صاحب جو کہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فرزند ارجمند ہیں، وہ اعتکاف میں حضرت المصلح موعودؓ کی متبرک جائے نماز لے آئے تھے جس سے تمام معتکفین اور معتکفات نے استفادہ کیا۔ الحمد للہ مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہوئی اور اُس جائے نماز پر نفل ادا کئے اور سب کے لئے دعائیں کیں۔

اُن دس دنوں میں ایک افسوس ناک واقعہ بھی پیش آیا یعنی ایک بچے کی وفات ہوئی۔ مگر وہ کوئی عام بچہ نہیں تھا وہ پورے پیس ویلیج والوں کا پرنس تھا جس کی وفات پر میں نے پورے پیس ویلیج والوں کو انتہائی غم میں ڈوبے ہوئے دیکھا۔ میں اُس بچے کے والدین کو تو نہیں جانتی تھی مگر وہ ہر گھر کا بچہ تھا اُس کے جنازہ پر لوگ بہت سوگوار تھے۔ اُس بچے کا نام آدم تھا اور ہر بار آدم کا نام لیتے ہوئے امیر صاحب گلو گیر ہو جاتے تھے اور کہنے لگے وہ میرا ہی بیٹا تھا، یقیناً وہ سب کا لاڈلا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے اُس کے والدین اور سب پیار کرنے والوں کے لئے دعا گو ہوں اللہ سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور اُس کے والدین کو نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

یہاں میں اُن سب لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے اعتکاف والوں کی صبح شام خدمت کی یعنی کچن میں کام کرنے والیوں کا جو سخت سردی میں صبح سویرے اُٹھ کر ہمارے لئے آتی تھیں۔ تمام انتظامیہ کا جو یہ سارے پروگرام بناتے ہیں اور اُن پر عمل کرواتے ہیں، اور شکریہ میں اُس اجنبی بہن کا بھی ادا کرنا چاہتی ہوں جس نے مجھے مہمان سمجھ کر پھولوں کا تحفہ دیا۔ شکریہ تو میں اُن تمام بہنوں کا بھی کرنا چاہتی ہوں جن کے ساتھ میں نے دس مبارک دن گزارے اور سب نے مجھے بہت پیار دیا خاص طور پر اپنی کزن امۃ الشکور چوھدری صاحبہ، انیسہ دانیال صاحبہ، اور عمرانہ ملک صاحبہ کا جنہوں نے مجھے محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں گھر سے دور ہوں۔

اور بہت بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں محترم امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ کینیڈا کا جنہوں نے مجھے بیت الاسلام مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی، دعائیں دیں اور ساتھ ہی دعاؤں کا خزانہ بھی دیا یعنی (خزینۃ الدعا) اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری پیاری جماعت کو مزید ترقیاں اور برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

ویسے تو مسجد میں سارا دن ہی بہت رونق رہتی تھی مگر پانچوں نمازوں کے وقت لگتا نہیں تھا کہ میں پاکستان سے باہر کسی ملک میں ہوں کیونکہ ہر نماز کے وقت عورتوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہوتی اور ہر عورت مسجد میں پاؤں رکھتے ہی اتنی اُنچی آواز میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ کی صدا دیتی کہ وعلیکم کی مہلت نہ ملتی کہ دوسرا سلام پہنچ جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو سلامتی عطا فرمائے جنہوں نے کینیڈا کی مسجد کو چوبیس گھنٹوں کے لئے آباد کیا ہوا ہے۔ الحمد للہ۔

امیر صاحب کی زبانی اُن کے بڑے بڑے منصوبوں کی بات بھی سُنی۔ اللہ پاک سے دعا کرتی ہوں کہ ہماری جماعت میں جہاں جہاں بھی دین کی ترقی کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں اللہ پاک اُن تمام منصوبوں کو کامیاب و کامران کرے۔ آمین اور اللہ تعالیٰ خلافت کے جھنڈے تلے ہماری پیاری جماعت کو دن دُگنی رات چوگنی ترقیاں نصیب کرے۔ آمین ثم آمین۔

☆...☆...☆

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بیت الاسلام، کینیڈا میں دس دن

صفیہ بشیر سامی لندن

یہ بہت پُرانہ تقریباً 2006ء کا لکھا ہوا مضمون ہے۔ میری کتاب ’’من کے موتی‘‘ میں شامل ہے۔ لیکن اب اس میں تھوڑی سی تبدیلی کر رہی ہوں۔ حالات ایک سے نہیں رہتے بہت سے میرے پیارے جو اُس وقت میرے ہم سفر تھے ملاقاتوں میں تھے دنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں، اُن کی یادیں میرے ساتھ ہیں۔ اللہ اُن سب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 17 اکتوبر 1992ء میں بیت الاسلام مسجد کا افتتاح فرمایا تو ہم سب ٹی وی کے سامنے ایسے جم کر بیٹھے جیسے کسی گاؤں میں پہلی بار tv آیا ہو۔ ہم کیمرہ کی آنکھ سے سب مناظر دیکھ رہے تھے۔ براہِ راست نظارہ دیکھنا کسی جادونگری سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ ہم نے زندگی میں پہلے ایسے مناظر نہیں دیکھے تھے جو چیزیں دکھائی جارہی تھیں۔ مثال کے طور پر غسلخانے میں پانی چلنے اور رُکنے کا خودکار نظام (sensor Taps) لگے اور وضو کے لئے پاؤں دھونے کی الگ سے جگہ پھر نرسری روم جو بچوں کے لئے علیحدہ سے بنایا گیا تا کہ بچوں کی وجہ سے شور نہ ہو، دو رنگوں کا کارپٹ بے حد خوبصورت دکھائی دے رہا تھا۔ لگتا بھی کیوں نہ جب کہ واقعی یہ سب کچھ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، اور دکھانے والوں نے بھی کمال کر دیا کہ آہستہ آہستہ ہمیں سارے کینیڈا کی ہی سیر کروادی۔

ہم بہت خوش تھے کہ ہماری کینیڈا کی جماعت کے پاس اتنی خوبصورت دودھوں نہائی سفید ماربل کی بنی سر بلند مینار اور چمکتے گنبدوں کے ساتھ دعوت دین دیتی ہوئی ایسی شاندار مسجد ہے جو شاید ہی کینیڈا میں کہیں اور ہو۔

کچھ عرصہ کے بعد میرے بیٹے کو اپنے کام کے سلسلہ میں امریکہ جانا پڑا اور اُس نے امریکہ کی ریاست Connecticut میں رہائش اختیار کرلی۔ میں اور میری چھوٹی بیٹی پہلی بار 1993ء میں جب اپنے بیٹے کو ملنے گئے تو اُس نے مجھے کہا:۔

’’اُمی کیا آپ نے کینیڈا کی مسجد دیکھنی ہے‘‘؟

میں بہت خوش ہوئی اور کہا بچے نیکی کرو گے میں ضرور دیکھوں گی جس کو ہم نے صرف tv پر ہی دیکھا تھا۔ میرے ساتھ میرا بیٹا۔ چھوٹی بیٹی اور میری ممانی جان آمنہ حمید صاحبہ مرحومہ (اہلیہ چوھدری عبد الحمید صاحب مرحوم امریکہ) ہم بذریعہ کار کینیڈا کے لئے چل پڑے۔ چلنے سے پہلے میں نے اپنے چچا جان (شیخ منظور الحسن صاحب مرحوم) کو بھی اطلاع کردی کہ ہم آپ کے گھر آرہے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے اب میری ممانی اور چچا جان دونوں ہی اس دُنیا میں نہیں رہے۔) اُن کو بھی میں نے بہت مدت کے بعد ملنا تھا اُن کو ملنے کی بھی دل میں بہت خوشی تھی۔ راستے میں ہم نیا گرا فال کی سیر کرتے ہوئے آدھی رات کو اپنے چچا جان کے گھر پہنچے۔ اگلے دن آرام کرنے کے بعد میرے چچا زاد بھائی ہمیں سیر کے لئے باہر لے گئے، سی این ٹاور اور کینیڈا کی مزید مشہور جگہیں دیکھیں اور اب ہمارا رُخ اُس طرف تھا جس کے لئے ہم نے یہ مسافت طے کی تھی۔

دل خوشی سے بے چین و بے قرار تھا کہ واقعی میں اتنی خوش قسمت ہوں کہ جو ٹی وی پر دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں گی۔ گاڑی کا رُخ مسجد کی طرف تھا۔ مسجد کے چاروں طرف بالکل سنسان جنگل بیابان دیکھ کر میرے منہ سے ایکدم نکلا:

’’ہائے یہ اتنی خالی جگہ پڑی ہے۔۔۔۔ یہاں تو پورا ربوہ سما سکتا ہے‘‘۔

میرے ساتھ بیٹھے ہوئے سب نے ایک بہت بڑا قہقہہ لگایا کہ اُمی کو اتنی سیر کروائی ہے تو کوئی تبصرہ نہیں کیا اور اتنی کھلی جگہ دیکھ کر سارا ربوہ اُٹھا کر لے آئی ہیں۔ اُس وقت میں بھی تھوڑی شرمندہ سی ہوگئی، مگر میرے اللہ تعالیٰ نے ضرور مسکرا کر دیکھا ہوگا اور کہا ہوگا کہ تمہاری یہ خواہش ضرور ایک دن پوری ہوگی، انشاء اللہ۔ مگر اُس وقت میں یہ سب نہیں جانتی تھی۔ ہم سب نے مسجد دیکھی واقعی بہت خوبصورت مسجد تھی ہم سب نے شکرانے کے نفل ادا کئے اور اگلے دن ہم واپس امریکہ آگئے۔

تقریباً تین سال امریکہ رہنے کے بعد میرا بیٹا واپس لندن آ گیا یہاں چار پانچ سال گزارنے کے بعد 2001ء کے آخر میں اُس نے مستقل کینیڈا میں اپنا گھر بنا لیا، اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے پہلی بار کینیڈا جلسہ سالانہ پر تشریف لے جانے کا پروگرام بنایا تو میرے بیٹے نے مجھے بھی بلا لیا کہ اُمی آپ بھی آئیں اور یہاں کی رونقیں دیکھیں اور میں کینیڈا چلی گئی۔ میں پیس ویلج گئی۔ کیا بتاؤں کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی عاشق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل ایمان اور خلافت پر یقین رکھنے والی خلافتِ احمدیہ کی رہنمائی میں اُس جنگل میں جہاں میرے دل کی خواہش دعا بن کر میرے لبوں تک آگئی تھی اُس نے حقیقت کا روپ دھار لیا تھا۔ واقعی ربوہ جیسی بستی آباد ہوگئی تھی۔ میں وہ سب دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگئی، کہ کس شانِ کریمی سے اُس نے میری معصومیت میں کی ہوئی خواہش کو بڑی شان کے ساتھ پورا کر دیا تھا۔ الحمد للہ

ویسے میں نے تو کھلی زمین دیکھ کر چلتے چلتے بات کر دی تھی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ اللہ میاں جی اتنے قریب سے سُن رہے تھے۔ پیس ویلج واقعی بہت جگمگا رہا تھا ہر گھر روشن چمکتا ہوا روشن اور بہت خوبصورتی سے اپنے امام کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ میں اب تقریباً ہر سال کینیڈا جاتی ہوں۔ ابوڈ آف پیس احمدیہ بلڈنگ اور باقی بے شمار بلڈنگ اور پیس ویلیج ماشاء اللہ احمدیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ کینیڈا کی گورنمنٹ کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

2006ء میں میں نے اپنے بیٹے کو بتا دیا تھا کہ اس سال میں جلسہ پر نہیں آؤں گی بلکہ رمضان شریف آپ سب کے ساتھ مل کر گزاروں گی، اور اپنی اس خواہش کا بھی اظہار کر دیا کہ میں انشاء اللہ اعتکاف بھی بیت الاسلام مسجد میں بیٹھوں گی۔ کیونکہ اس سے پہلے بیت الفتوح میں مجھے اعتکاف کی سعادت نصیب ہوئی تھی (میری خوش نصیبی ہے کہ بیت الفتوح کے افتتاح کے بعد پہلے رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھنے والے خوش نصیبوں میں بفضلِ خدا خاکسار بھی شامل تھی) اس بار سوچا کیوں نہ روزے عید اور اعتکاف کی برکت کینیڈا میں اپنے بچوں کے ساتھ مل کر گزاروں۔

الحمد للہ۔ کینیڈا کے امیر صاحب نے مجھے اعتکاف کی اجازت دی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی کہ میں اُس مسجد میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرسکی جو مسجد ہم سب کے لئے ماڈل بن چکی تھی۔ کینیڈا کے بعد لنڈن کی مسجد بیت الفتوح بالکل اُسی طرح دودھوں نہائی سفید ماربل کی روشن گنبدوں کے ساتھ فخریہ سر بلند کئے دعوت دین دے رہی ہے اور اب یوکے کے باقی شہروں میں بھی

(mini) بیت الفتوح سر بلند کئے ہوئے دعوتِ دین دے رہی ہیں۔ الحمد للہ۔ انشاء اللہ اور اسی طرح کی مزید مسجدیں بنتی رہیں گی۔

بیت السلام مسجد میں اعتکاف کی اجازت تو مل گئی مگر تھوڑی گھبراہٹ ضرور تھی کہ میرا یہاں کوئی بھی جاننے والا نہیں تھا، میں اپنے

بقیہ صفحہ 7 پر

طلوع وغروب آفتاب

26 ستمبر 2020ء

	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:54	18:13
مدینہ منورہ	04:54	18:14
قادیان	04:58	18:20
ربوہ	04:38	18:00
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:27	18:51